عرب جمہوریہ مصر　　　　　　　　　۴ ربیع اول ۱۴۴۱ھ

وزارت اوقاف　　　　　　　　　　۱ نومبر ۲۰۱۹ء

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی: حقیقی اسلام کا عملی نمونہ

بے شک اللہ تعالی نے اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راہِ ہدایت دکھانے والا، خوشخبریاں دینے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر زمان و مکان کے لئے صلاحیت رکھنے والا ایک آفاقی اور آخری شریعت عطا فرمائی جو اس بات کی متقاضی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے اقوال و افعال اور اپنی حرکات و سکنات میں حقیقی اسلام کا عملی نمونہ ہو اور اس بات میں کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے ساتھ اپنے تعلقات میں قرآن کے منہج کی پیروی کرتے تھے اور لوگوں کی مختلف جنسوں، رنگ و نسل اور اعتقادات کے باوجود ان کے ساتھ اپنے تعلقات میں بھی قرآن کے منہج کی پابندی کرتے تھے اسی لئے جب سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ: "آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن ہے"۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں غور و فکر کرنے والا شخص اس حقیقت کا ادراک کر لیتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام تر حرکات و سکنات اور اقوال و افعال میں بہترین اسوہ اور نمونہ تھے۔ ہم ذیل میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کے چند روشن پہلو ذکر کرتے ہیں:

☆ **آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدق و امانت** : آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ساری زندگی صدق و امانت کا عملی پیکر تھے یہاں تک کہ بعثت سے قبل ہی آپ اپنی قوم میں صدق و امانت کے لقب سے مشہور تھے۔

اور جب بادشاہِ روم ھرقل نے ابوسفیان بن حرب کو اس کے اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنے پاس بلایا تاکہ وہ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے تو ان دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ھرقل نے ابوسفیان سے کہا: کیا اس کے دعوی نبوت کرنے سے پہلے تم اس پر جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے؟ ابوسفیان نے کہا: نہیں، اس نے کہا: کیا وہ عہد شکنی کرتا ہے؟ ابوسفیان نے کہا: ہمارا ان سے ایک مدت تک معاہدہ ہے، ہم نہیں جانتے وہ اس دوران کیا کرنے والے ہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا: اس بات کے سوا مجھے آپ کے خلاف کوئی اور بات کہنے کی گنجائش نہیں ملی۔

ہجرت کی رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امانتداری کے تمام تر تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کی اعلی ترین مثال قائم کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم ارشاد فرمایا کہ وہ آپ کے بستر پر سو جائیں اور ان امانتوں کو ان کے حقداروں تک واپس پہنچانے کے لئے یہیں انتظار کریں حالانکہ ان لوگوں نے آپ سے دشمنی کی، آپ کو مکہ سے نکال دیا، آپ کو اور آپ کے اصحاب کو تکلیفیں پہنچائیں اور ان کی ساری مال و دولت اور جائیداد چھین لی لیکن اس کے باوجود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو امانت واپس کرنے کے لئے اس رات اپنے بستر پر انتظار کرنے کا حکم دیا تاکہ آپ اپنی امت کو تعلیم دے سکیں کہ دشمنوں کے ساتھ بھی خیانت کرنا ایک مومن کے لئے جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: {وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِنْ قَوْمٍ خِيَانَةً فَانْبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَى سَوَاءٍ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْخَائِنِينَ} "اور اگر تجھے کسی قوم کی خیانت کا ڈر ہو تو برابری کی حالت میں ان کا عہد نامہ توڑ دے، اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا"۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ: "جس نے تیرے پاس امانت رکھی تو اس کی امانت واپس کر اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر"۔

☆**آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری :** نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ وفا کرنے والے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی کے احسان کو فراموش نہیں کرتے تھے بلکہ اپنے ہر محسن کو اس کے احسان کا بدلہ دیتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل فرمایا: " جس شخص کا بھی ہم پر کوئی احسان تھا ہم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے سوائے ابو بکر کے کہ اس کا ہمارے اوپر ایسا احسان ہے جس کا بدلہ روزِ قیامت اللہ تعالی انہیں عطا فرمائے گا"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاداری کے مختلف مظاہر ہیں ان میں سے ایک مظہر آپ کا سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے وفاداری کرنا ہے آپ ان کی زندگی میں بھی اور ان کی وفات کے بعد بھی ان سے محبت کرتے تھے ان کی قدر کرتے تھے اور ان سے وفا کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدۃ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: " اللہ تعالی نے ان سے بہتر کوئی عورت مجھے عطا نہیں کی، وہ اس وقت مجھ پر ایمان لائیں جب لوگوں نے میرا انکار کر دیا، اور اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا، اور اس وقت اپنے مال سے میری مدد کی جب لوگوں نے مجھے محروم کر دیا اور اللہ تعالی نے ان سے مجھے اولاد عطا فرمائی جب مجھے دوسری عورتوں کے شکم سے اولاد سے محروم رکھا"، سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے ازواجِ مطہرات میں کسی پر اتنی غیرت نہیں آئی جتنی غیرت خدیجہ پر آئی حالانکہ میں نے اسے دیکھا بھی نہیں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ذکر کثرت سے کیا کرتے تھے اور جب کبھی بکری ذبح کرتے تو اس کے اعضا کے ٹکڑے بناتے اور انہیں خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے گھر بھیجتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفا کے مظاہر میں سے ایک مظہر آپ کا غیر مسلموں کے ساتھ وفا کرنا ہے بدر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " اگر مطعم بن عدی زندہ ہوتے اور وہ ان قیدیوں کے بارے میں مجھ سے

بات کرتے تو میں ضرور ان کو آزاد کر دیتا" مطعم بن عدی کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک احسان تھا کہ جب آپ سفر طائف سے واپس لوٹے تو اس کی پناہ میں مکہ میں داخل ہوئے تھے۔

اور اسی طرح حالتِ جنگ میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دشمنوں کے ساتھ وفا کرتے تھے حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے جنگ بدر میں شریک ہونے سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں اور میرے والد (مکہ) سے نکلے تو کفار قریش نے ہمیں پکڑ لیا اور کہا: تم محمد کے پاس جانا چاہتے ہو، ہم نے کہا: ہم اس کے پاس نہیں جانا چاہتے، ہم تو صرف مدینہ جانا چاہتے ہیں انہوں نے ہم سے پختہ عہد و پیمان لیا کہ ہم مدینہ ہی جائیں گے اور محمد کے ساتھ مل کر نہیں لڑیں گے پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو یہ خبر سنائی تو آپ نے فرمایا: "تم دونوں واپس چلے جاؤ، ہم ان کے عہد کو پورا کریں گے اور اللہ سے ان کے خلاف مدد مانگیں گے"۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ حسنِ تعامل کا بہترین اسوہ اور بے مثال نمونہ تھی آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ ایک عمدہ زندگی گزاری جس میں مودت و رحمت، تواضع وانکساری اور نرمی کے تمام پہلو ظاہر تھے آپ نہ تو ان پر اپنی برتری ثابت کرتے اور نہ ہی اپنے آپ کو ان سے بالاتر سمجھتے بلکہ آپ اللہ تعالی کے ان فرامین پر عمل کرتے ہوئے ان سب کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آتے کہ: **{وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ}** "اور تم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے بود وباش رکھو"۔ اور **{وَمِنْ آياتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْواجاً لِتَسْكُنُوا إِلَيْها وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذلِكَ لَآياتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ}** "اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری جنس سے بیویاں پیدا کیں تا کہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی، یقینا غور وفکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مشفق ومہربان خاوند تھے اپنی عورتوں کے ساتھ شفقت ومہربانی کا برتاؤ کرتے۔ یہ منظر کتنا خوبصورت اور انسانیت کی عکاسی کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ام المومنین صفیہ رضی اللہ عنہا کے چہرے سے آنسوؤں کے اثرات دور کرتے ہیں اپنے دستِ مبارک سے ان کی آنکھیں صاف کرتے ہیں اور انہیں تسلی دیتے ہیں۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: "ایک سفر میں سیدۃ صفیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں کیونکہ اس دن ان کی باری تھی میں قافلہ میں سُست رفتار سے چلا پس جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس آئے تو یہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں کہ آپ نے مجھے سست رفتار اونٹ پر سوار کیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دست مبارک سے ان کی آنکھیں صاف کرنے لگے اور انہیں خاموش کرانے لگے"۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اولاد اور نواسوں کے ساتھ بھی حسنِ تعامل کا بہترین اسوہ اور نمونہ تھے۔ آپ کتنے عظیم باپ اور مہربان نانا تھے کہ جن کا دل اپنی اولاد اور نواسوں کے لئے محبت و شفقت اور رحمت کے جذبات سے لبریز تھا۔ ام المومنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: "میں نے فاطمہ بنت محمد سے بڑھ کر کسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل وصورت، ہیئت ووقار اور تعلیمات کے مشابہ نہیں دیکھا"، اور وہ فرماتی ہیں کہ: "جب فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ اس کے لئے کھڑے ہوتے ان کو بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بیٹھاتے"۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن بن علی کو بوسہ دیا جبکہ اقرع بن حابس تمیمی آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اقرع نے کہا: میرے دس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے ایک کو بھی بوسہ نہیں دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف دیکھا اور فرمایا "جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں

کیا جاتا"، اور ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور جب نماز مکمل کی تو لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول آپ نے اس نماز میں ایسا سجدہ کیا ہے کہ جو پہلے نہیں کیا کرتے تھے کیا آپ کو کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے یا آپ کی طرف وحی کی گئی ہے ؟ آپ نے فرمایا: "ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن میرا بیٹا میری پیٹھ پر سوار ہو گیا تھا اس لئے میں نے جلدی کرنے کو ناپسند کیا یہاں تک کہ وہ نیچے اتر آئے"۔

ہم اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ یہ چیز صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹوں اور نواسوں کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ اس منہج کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں پر لاگو کرتے ہیں ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے تھے آپ سب کے ساتھ حسن سلوک کرتے اسامہ بن زید رضی اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اور حسن کو پکڑ کر فرمایا کرتے تھے کہ: "اے اللہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی ان دونوں سے محبت کر"۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس سال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی آپ نے کبھی بھی مجھے اف تک نہیں کہا اور جو کام میں نے کیا اسکے بارے میں آپ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا اور جو کام میں نے ترک کر دیا اس کے بارے میں کبھی یہ نہیں کہا کہ تو نے یہ کام کیوں ترک کیا"۔

اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ حسن تعامل میں بھی ایک قابل تقلید مثال ہیں۔ آپ ان کی خوشیوں اور غموں میں شریک ہوتے، غائب شخص کا حال احوال پوچھتے، بیمار کی عیادت کرتے، ان کے معاملات پر توجہ دیتے اور ان کی زندگی کے معاملات میں ان کے جذبات کالحاظ رکھتے۔ سِماک بن حرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جابر بن سمرۃ رضی اللہ عنہ سے کہا: کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے ؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، بہت زیادہ بیٹھا کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس جگہ صبح کی نماز ادا

کرتے اس جگہ سے نہیں اٹھتے تھے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جاتا اور جب سورج طلوع ہو تا تو آپ اٹھ جاتے جبکہ صحابہ کرام آپس میں گفتگو کر رہے ہوتے تھے اور وہ زمانہ جاہلیت کی باتیں کر کے ہنستے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تھے۔

برادرانِ اسلام!

جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اخلاق اور شخصیت میں حقیقی اسلام کا عملی نمونہ تھے اسی طرح آپ میانہ روی اور اعتدال پسندی میں بھی ایک قابل تقلید مثال تھے شریعت محمدی کے احکامات میں غور وفکر کرنے والا شخص اس کے ہر شعبہ میں میانہ روی اور اعتدال پسندی کی واضح جھلک دیکھ سکتا ہے۔ ام المومنین سیدۃ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:"جب بھی نبی کریم کو دو چیزوں میں اختیار دیا گیا تو آپ نے ان میں سے زیادہ آسان چیز کا انتخاب فرمایا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اور اگر وہ گناہ ہو تا تو آپ سب سے زیادہ اس سے دور رہتے"، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " دین یسر یعنی آسانی کا نام ہے جس نے بھی دین میں سختی کی دین اس پر غالب آگیا، لوگوں کی راہنمائی کرو، باہمی قربتیں پیدا کرو، خوشخبریاں دو، اور صبح وشام اور رات کے تھوڑے سے حصے سے مدد حاصل کرو"۔

اس میانہ روی، وسطیت اور اعتدال پسندی کی حفاظت کی خاطر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے غلو اور بالخصوص دین میں غلو کرنے سے متنبہ کیا ہے اور آپ کے اصحاب میں سے جو کوئی حدِ اعتدال سے نکل کر کسی عبادت میں مبالغہ کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو ملامت کرتے، آپ نے فرمایا: " اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، بے شک دین میں غلو نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کر دیا ہے"۔

آج ہمیں کتنی اشد ضرورت ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اور تعلیمات کی پیروی کریں اور جس طرح اللہ تعالی نے اس پیغامِ ہدایت کو نرمی و آسانی اور رحمت کے ساتھ تمام انسانیت کے لئے نازل فرمایا ہے اسے اس کی حقیقی صورت میں تمام لوگوں تک پہنچانے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلیں۔ بے شک اسلام کا پیغام سراسر رحمت، عدل، نرمی، نفع اور انسانیت کا نام ہے۔

اے اللہ! تو ہمیں اپنی اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عطا فرما اور تمام ان اعمال کی محبت عطا فرما جو ہمیں تیری محبت کے مزید قریب کرتے ہیں اور عالم اسلام کے تمام ممالک ہر برائی سے محفوظ رکھ۔ آمین